جلد ۳۴ | ۲۳ ماہ وفا ۱۳۲۵ ہش | ۲۳ شعبان ۱۳۶۵ ھ | ۲۳ جولائی ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۷۱

ڈلہوزی ۲۲ ماہ وفا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کے متعلق آج ۸½ بجے شام بذریعہ فون دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضور ایدہ اللہ کی طبیعت خدا تعالے کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت تاحال ناساز ہے احباب دعائے صحت فرمائیں۔

قادیان ۲۲ ماہ وفا۔ آج صبح واقفین تحریک جدید کیطرف سے مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب بی۔ اے مجاہد انگلستان کے اعزاز میں الوداعی پارٹی دی گئی۔ میاں عبدالحی صاحب نے ایڈریس پیش کیا۔ جس کے جواب میں چوہدری صاحب موصوف نے مختصر سی تقریر کی۔ دوپہر کے وقت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کیطرف سے آپکو الوداعی پارٹی دی گئی۔ اور آج پونے تین بجے کی گاڑی سے چوہدری صاحب موصوف عازم انگلستان ہو گئے۔ سٹیشن پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب اور صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے علاوہ بہت سے احباب موجود تھے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے لمبی دعا فرمائی اور اپنے مجاہد بھائی کو نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان رخصت کیا گیا۔

روحانی افلاس کی انتہا

معاصر کوثر ۲ جولائی نے لکھا ہے کہ "خود ساختہ نبوتیں صوفیانہ اعمال و اذکار، باطنی فلسفے اور مراقبے کے کیمیاوی عمل سے پیدا ہوتی ہیں۔ اول الذکر سے کشف و الہام، ثانی الذکر سے تاویل باطل اور آخر الذکر سے دعوئے باطل کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔"

یہ اس اخبار کے الفاظ ہیں جس کا مشن بزعم خود "اقامت دین" ہے۔ مسلمانوں کے اس روحانی افلاس کا جتنا ماتم کیا جائے کم ہے یہ بدقسمت ایک ایک کرکے اللہ تعالے کے انعامات کے تمام دروازے اپنے اوپر بند کر رہے ہیں۔ نبوت کے انعام کو بند کرتے کرتے اب "کشف و الہام" کا دروازہ بھی مسدود کیا جا رہا ہے۔ اور اتنا نہیں سوچتے۔ کہ اگر ان انعامات میں سے مسلمان کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا تو پھر اسلام اور دیگر ادیان میں کونسا ایسا فرق باقی رہ گیا۔ جو اسے دنیا میں اپنے متبعین کو یہ اطمینان دلا سکے کہ وہ جس راہ پر گامزن ہیں وہی فلاح کی راہ ہے۔ مرنے کے بعد خدا تعالے کی طرف سے انعامات پانے کے وعدے تو ہر مذہب پیش کرتا ہے۔ اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا ثبوت کیا ہوا۔ اگر کوئی مسلمان کشف و الہام سے بھی سرفراز نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ بھی تو سوچنا چاہیئے کہ اللہ تعالے نے اب کلام کرنا یا الہام نازل کرنا کیوں بند کر دیا۔ اگر وہ پہلے ایسا کرتا تھا۔ تو اب اسکے ایسا کرنے میں کیا روک حائل ہو گئی ہے ایسا عقیدہ رکھنا اللہ تعالے کی ازلی و ابدی صفات کی توہین ہے۔ اور واقعہ یہی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

دراصل یہ ذہنیت ان انعامات سے ایک لمبے عرصہ تک محرومی کا نتیجہ ہے۔ جسطرح ایک مفلس و قلاش انسان کا دماغ نظام حیدرآباد کی دولت کا اندازہ بھی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح یہ لوگ اپنے روحانی افلاس کے طفیل الٰہی انعامات کا خیال بھی دلمیں نہیں لا سکتے۔ جو اللہ تعالے آج بھی اپنے بندوں پر نازل فرماتا ہے۔ کاش یہ وہ پستی کے اس گڑھے سے نکلیں۔ اور تاریک خیالی کے پردوں کو پھاڑ کر حقائق کی دنیا میں سانس لینے کی اہلیت پیدا کریں۔ خدا تعالے کے انعامات کے دروازے ہر انسان کیلئے کھلے ہیں۔ سوائے ان بدقسمتوں کے جو خود ان کو اپنے لئے بند کر لیں۔

جماعت احمدیہ کے امام عالی مقام (ایدہ اللہ) کی ذات ستودہ صفات میں اللہ تعالے نے گزشتہ چند سالوں میں ہی اپنے بندوں کے ساتھ ہمکلام ہونیکے ناقابل تردید نشانات کثرت سے دکھائے ہیں کاش مسلمان بھائی ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اور ان سے اپنے دماغوں کو روشن کرتے ہوئے اس یاس و محرومی

ہندوؤں کی افسوسناک ذہنیت

ریاست باگھل (شملہ) میں ہر سال ایک میلہ جون کے مہینہ میں ہوتا ہے ہزاروں کی تعداد میں لوگ دور دور سے اس میں شریک ہوتے ہیں۔ میلہ کی جگہ پر ایک مندر بنا ہوا ہے۔ جس میں مورتیاں رکھی ہیں۔ ان مورتیوں کے نام پر ہر سال ایک بھینسا اور کئی بکرے قربان کئے جاتے ہیں۔ اور یہ رسم صدیوں سے چلی آتی ہے اس سال جب میلہ لگا ہوا تھا۔ اور بھینسے اور بکروں کی قربانی دی جانے والی تھی۔ ایک آریہ سماجی پرچارک پنڈت ستیہ دیو وہاں جا نکلے۔ اور اس قربانی کی مخالفت کی۔ اور نوجوانوں کو ابھارا۔ کہ یہ "پاپ اور ظلم" نہ ہونے دیں۔ چنانچہ سینکڑوں نوجوان تیار ہو گئے اور انہوں نے للکار کر کہا۔ کہ ہم ان جانوروں کو بچانے کیلئے اپنی جانیں قربان کر دینگے۔ اور ہم دیکھیں گے۔ کہ کون ایسا بہادر ہے۔ جو ہمارے سامنے ان جانوروں پر تلوار چلاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ قربانی رک گئی۔ اور بعض لوگوں نے پنڈت جی سے کہا کہ جس جگہ بھینسا اور بکرے بندھے ہیں، آپ وہاں چلیں اور اپنے ہاتھ سے ان کے رسّے کھولکر ان کو آزاد کر دیں۔ چنانچہ پنڈت جی اس جگہ پہنچے۔ اور ان جانوروں کے رسّے کھولکر ان کے بدن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ کہ "بیٹا جاؤ ہندوستان آزاد ہو رہا ہے۔ اب تم بھی آزاد ہو"

(بحوالہ آریہ گزٹ ۳۰ جون ۱۹۴۶ء)

بظاہر یہ ایک معمولی واقعہ ہے لیکن اس کی تہ میں وہ خوفناک ذہنیت نظر آ رہی ہے۔ جس نے ہندوستان کی اقلیتوں کو ملک کی اکثریت سے بدظن اور خوفزدہ کر رکھا ہے۔ اور جو اب تک ہندوستان کی آزادی کی راہ میں سب سے بڑی روک ہے۔ غور فرمایئے جو لوگ دوسروں کی مذہبی رسوم کی ادائیگی میں اس طرح روکاوٹیں ڈالنے میں تامل نہ کریں۔ اور ان کے صدیوں کے حاصل شدہ پرانے حقوق سے انہیں زبردستی محروم کر دیں۔ ان پر ان کے ہم وطن اگر بداعتمادی کا اظہار کریں۔ تو ان پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور جن لوگوں کے نزدیک ہندوستان کی آزادی کا تقاضہ یہ ہو کہ قربانی کے جانور بھی آزاد پھریں۔ اور کوئی ان کی قربانی نہ دے سکے۔ تو ان کے ہاتھوں میں اگر اقلیتیں اپنے حقوق محفوظ نہ سمجھیں تو یہ کس کا قصور ہے؟

ایڈیٹر: رحمت اللہ خان شاکر
بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

مسجد احمدیہ لنڈن میں ایک خاص تقریب

(از مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب مجاہد لنڈن)

۳۰ جون بروز اتوار مسجد احمدیہ میں ایک خاص تقریب عمل میں آئی جس میں ہندوستان کے بعض سرکردہ اصحاب مدعو کئے گئے۔ اس موقع پر پنجاب کے پریمیر ملک سر خضر حیات خاں صاحب۔ لاہور کے سردار حبیب اللہ خاں اور سیکرٹری سیرین میکشن سید سعید اعلیٰ تشریف لائے۔ حیدر آباد کے انڈسٹریل اینڈ کمرشل ڈیلیگیشن کے لیڈر نواب زین یار جنگ اور ڈیلیگیشن کے دیگر ممبران میر نواز جنگ سیکرٹری فائننس ڈیپارٹمنٹ نواب لیاقت جنگ۔ میر لائق علی۔ خان بہادر عبدالکریم بابو خاں اور خانصاحب سیٹھ دہست محمد الدین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس موقعہ پر جماعت کے بعض دیگر احباب کے علاوہ ۱۰-۱۲ انگریز نومسلم بھی موجود تھے۔ معززین کے لئے بیٹھنے کا انتظام مسجد کے باغیچہ میں کیا گیا۔ محترم چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی صدارت میں اس تقریب کا افتتاح مسٹر بلال نٹل نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ پھر محترم جناب شمس صاحب نے آنیوالے معززین کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ جس میں جملہ ممبران جماعت کی طرف سے مدعوین کو خوش آمدید کہنے کے بعد مسجد احمدیہ لنڈن اور جماعت کی اسلامی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

گذشتہ صدی کے دوسرے نصف میں جب ہم ہندوستان پر نظر کرتے ہیں۔ تو عیسائی مشنریوں کا دور دورہ اس ملک کے اندر دیکھنے میں آتا ہے۔ جو سادہ لوح مسلمانوں کو دھڑا دھڑ عیسائی بنا رہے ہیں۔ مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ ان میں سے بعض اس کے دفاع کی ضرورت سختی سے محسوس کرتے بھی تھے۔ مگر کچھ کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ ایسے پرفتن زمانہ میں پنجاب کے ایک گمنام قصبہ میں رہنے والا ایک شخص جس کے دل میں اسلام کا صحیح درد جوش مار رہا تھا مسلمانوں کی یہ حالت زار برداشت نہ کر سکا۔ اس کے دل کی اضطرابی کیفیت انتہا کو پہنچ گئی۔ اس نے گریہ وزاری سے اپنے خالق حقیقی سے اس کی فریاد کی۔ اور ان حملوں کے دفاع کے لئے اس سے امداد طلب کی۔

خدا تعالیٰ نے آپ کی دردمندانہ دعاؤں کو سنا۔ اور آپ کو اس رنگ کی بشارات دیں۔ جن میں عیسائیوں کے مغلوب ہونے اور آپ کے ذریعہ سے اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کی اخبار تھیں۔

آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کی کہ "آخری زمانہ میں سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔" تشریح یوں بیان فرمائی کہ اس زمانہ میں اسلام کا سورج مغربی ممالک میں چمکے گا۔ اور یہ قومیں مسلمان ہو کر دنیا پر چھا جائیں گی۔" اس کا ذکر آپ نے اپنے ابتدائی زمانہ کی کتاب "ازالہ اوہام" میں فرمایا۔ اس ضمن میں آپ نے اپنے ایک کشف کا بھی ذکر فرمایا۔ "کہ میں لنڈن میں ایک پلیٹ فارم پر کھڑا ہو کر انگریزی زبان میں اسلام کی سچائی پر تقریر کر رہا ہوں اور میں نے کئی سفید پرندے پکڑے ہیں۔ جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی شکل تیتر کی شکل کے مشابہ ہے۔ میں اس سے یہ سمجھتا ہوں۔ کہ اگر میں خود وہاں نہ جا سکا۔ تو میری تعلیم ضرور وہاں پہنچیگی۔ اور بہت سے سچی جستجو رکھنے والے انگریز اس سچائی کو قبول کریں گے ...... کیونکہ خدا اس صداقت کو مغربی ممالک میں پھیلانے کا ارادہ کر چکا ہے۔"

اس پیشگوئی اور دیگر اخبار غیبیہ سے آپ کو پورا یقین اور ایمان تھا۔ کہ مغربی ممالک میں اسلام ضرور پھیل کر رہے گا۔ چنانچہ آپ نے تبلیغ کی ایک وسیع سکیم بنائی۔ اور لاکھوں کی تعداد میں پمفلٹ اور لٹریچر یورپ اور امریکہ بھجوایا۔ اور آپ کی یہ شدید خواہش تھی۔ کہ تبلیغ اسلام کے لئے مغربی دنیا میں باقاعدہ مشن قائم ہو۔

۱۹۲۱ء میں ہماری جماعت کے موجودہ امام نے جماعت کے سامنے مسجد کے لئے زمین خریدنے کی خاطر چندہ کی تحریک کی۔ جماعت نے تحریک کو کامیاب بنایا۔ پھر ۱۹۲۳ء میں حضور نے برلن میں ایک مسجد تعمیر کرنے کے لئے احمدی مستورات میں چندہ کی تحریک کی جماعت کی عورتوں نے امید سے بڑھ کر اس میں حصہ لیا۔ اور جلدی ہی یہ فنڈ جمع ہو گیا۔ برلن میں مسجد بننے کی بجائے خدا کو اس وقت یہی منظور تھا۔ کہ لنڈن میں مسجد تعمیر ہو۔ چنانچہ اس چندے سے یہ مسجد تعمیر ہوئی۔ جو آپ کے سامنے ہے۔

۱۹۲۴ء میں مذاہب کانفرنس کے موقعہ پر اسلام کی نمائندگی کرنے کے لئے جماعت کے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لنڈن تشریف لائے۔ اور آپ نے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس کی تعمیر کا کام ۱۹۲۶ء میں مکمل ہوا۔ اور اسی سال ۳ ستمبر کو اس کا افتتاح عمل میں آیا۔

اس سال مرکز سے ۹ مبلغین یہاں پہنچے ہیں۔ جن میں سے دو اٹلی روانہ ہو گئے ہیں۔ دو مجاہدین سپین چلے گئے ہیں۔ اور دو فرانس اور ۳ مجاہدین جرمنی جانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے مقبرہ کے فوٹو پر مشتمل ایک ٹریکٹ ایک لاکھ کی تعداد میں قریب ہی کے عرصہ میں تقسیم کیا جا چکا ہے۔ اور اس کے بعد ایک ٹریکٹ ۲۰ ہزار کی تعداد میں (چرچ) کے نام چیلنج "کے عنوان کے ماتحت تقسیم ہو چکا ہے۔ پھر وکٹری پریڈ کے موقعہ پر "وکٹری آف اسلام" ٹریکٹ ۵ ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔ جو اس دن تقسیم کیا۔

اس تمام جدوجہد کا لازمی اثر جو اس ملک پر ہوا۔ وہ پریس کے بیانات اور ان پمفلٹوں کی کثیر تعداد سے بخوبی عیاں ہے۔ جو اکثر اوقات حاصل ہوتی رہیں۔ کرسچین ایویڈنس سوسائٹی کی سالانہ میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے بشپ آف لنڈن نے کہا۔ کہ ابھی تک ہم یہی خیال کرنے کے عادی رہے ہیں۔ کہ میدان ہمارے ہی ہاتھ میں ہے۔ مگر اب ہم اس امر کو محسوس کر رہے ہیں۔ کہ صرف ہم ہی اپنے مذہب کا پروپیگنڈا نہیں کر رہے بلکہ اور لوگ بھی ہمارے مقابل پر ہیں۔ جو اس کام کو سرگرمی سے کر رہے ہیں۔ پھر مضمون نگار اپنے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ بشپ آف لنڈن کے یہ خیالات اس واقعہ سے متاثر ہیں کہ اس نے ایک ٹیوب سٹیشن میں چند ہندوستانیوں کو مسیح کے مقبرہ کے فوٹو پر مشتمل ایک ٹریکٹ کو تقسیم کرتے ہوئے دیکھا۔

چند دن ہوئے ایک موقر ہفتہ وار میگزین Tit Bits of Life میں "مسلمانوں کا حملہ انگلستان پر" کے عنوان کے ماتحت شائع ہوا۔ جس میں لکھا ہے کہ "چند دن ہوئے لنڈن کے بازار میں ایک طالب علم کو ٹریکٹ دیا گیا۔ یہ ٹریکٹ عیسائیوں کی طرف سے نہ تھا۔ بلکہ مسلمانوں کی طرف سے تھا۔ اس سے قبل لنڈن اخبارات میں ان مسلم مشنریز کا فوٹو شائع ہوا تھا۔ جو یہاں اسلام کی منادی کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ ٹریکٹ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس ٹریکٹ میں حضرت احمد آف قادیان کے وجود میں مسیح کی آمد ثانی کو بیان کیا گیا ہے۔ اس میں مسیح کے مقبرہ کے فوٹو کے ساتھ اختصار کے ساتھ اس بات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ مسیح صلیب پر نہیں فوت ہوئے۔ بلکہ آپ وہاں سے بچا لئے گئے۔ اور پھر ہندوستان کی طرف سفر کر گئے۔ اور کشمیر میں جا کر فوت ہوئے۔ اس میں اس مسئلہ پر Where did Jesus die کتاب کی طرف بھی اشارہ تھا۔ جو امام مسجد لنڈن جے۔ ڈی شمس نے لکھی ہے۔ اور ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس کی قیمت دو شلنگ ہے مسلمانوں کی اس جماعت کا نام احمدیہ جماعت ہے۔ جو اسلامی تعلیمات کی صحیح طور پر حامل ہے۔ اور بہت مضبوط تبلیغی جماعت ہے۔ پھر آگے جا کر لکھا ہے۔ یہ ہم عیسائیوں کے لئے بڑے شرم کی بات ہے۔ کہ ہمارا ملک اب مسلمانوں کے اس قسم کے حملوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ برطانوی رواداری کی وجہ سے ممکن ہے یہ تحریک پھیل جائے۔ اگر ایسا ہوا تو اس کے لئے ہمیں اچھی طرح مسلح ہونے کی ضرورت ہے۔"

اس کے علاوہ اور بہت سے اخبارات نے اس ٹریکٹ اور کتاب "مسیح کہاں فوت ہوئے" کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ اگر حقیقت واقعی یہی ہے۔ تو عیسائیت کا پھر کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ یہ چند اقتباسات ہماری جماعت کی تبلیغی مساعی پر کافی روشنی ڈال رہی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے لوگوں کے خیالات میں ایک تبدیلی رونما ہوتی نظر آ رہی ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب تمام اقوام عالم پر یہ حقیقت آشکار ہو جائیگی۔ کہ وہ پیغام جو نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ اس دنیا کو دیا گیا۔ وہی اس دنیا کے لئے نجات اور امن کا موجب ہے۔ ایڈریس کے بعد ملک سر خضر حیات خاں اور نواب زین یار جنگ نے جناب مولوی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جماعت کی اسلامی جدوجہد کا نہایت احسن رنگ میں اظہار کیا۔ اور فرمایا کہ واقعی یہ جماعت بہت بڑا کام کر رہی ہے۔ آخر پر محترم جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں نے اسلام اور مسلمانوں کی حالت کے متعلق اختصار کے ساتھ نہایت احسن پیرایہ میں چند باتیں بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ قوم کی زندگی اگر کسی رنگ میں مفید ہو بن سکتی ہے۔ تو وہ مذاہب کے رنگ میں رنگین ہو کر ہی بن سکتی ہے۔ اور یہ چیز تب ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ جب کوئی قوم ایک کامل مذہب کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کرے۔ عیسائیت لوگوں کی تشنگی کو قطعی دور نہیں کر سکتی۔ بلکہ اسلام کا قیام ہی عمل میں نہیں آ سکتا تھا۔ اگر عیسائیت سے لوگوں کی تسلی ہو جاتی۔

عیسائیت کی ناکامی کا اس سے زیادہ واضح کیا ثبوت ہوگا کہ چرچ کی عبادات میں لوگوں کے لئے کوئی بھی دلچسپی باقی نہیں رہی۔ اور اب گانے بجانے اور ڈانس کے اہتمام کے ذریعہ اس دلچسپی کو قائم رکھنے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے۔ ایسے خیالات کا اظہار لوگ آزادی سے کرنے لگ گئے ہیں۔ کہ چرچ جا

یہ جانے کی بجائے تفریح طبع کے لئے باہر جانا اور تازہ ہوا کھانا زیادہ بہتر ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ اس وقت دنیا میں ایک روحانی خلا نظر آتا ہے جس کا پورا ہونا ضروری ہے۔ اور یہ خلا صرف اسلام کے

دو عبرت انگیز نظارے

ایک نصیحت آمیز تاریخی افسانہ

از جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی

پہلا نظارہ

(۱)

خلفائے بنو امیہ کا زمانہ حکومت کی وسعت اور سلطنت کی شوکت کے لحاظ سے تاریخ اسلام کا ایک زرین دور کہا جا سکتا ہے۔ سندھ کے میدانوں سے لے کر سپین تک ایک ہی بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اور درمیان کے سارے ممالک اسکے مطیع اور فرمانبردار تھے۔ مگر افسوس پیہم مظالم اور عیش و عشرت کی فراوانی نے جلد تر اس خاندان کو صفحہ ہستی سے محو کر دیا۔ اور اس کا عباسیوں کے ہاتھوں ایسا ہولناک اور درد انگیز انجام ہوا کہ اسکو پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ بنو امیہ کا ایک ایک بچہ چن چن کر بے دردی سے قتل کر ڈالا گیا۔ ان کے مردہ بادشاہوں کی قبریں کھود کر لاشوں کو نکالکر چوراہے میں رکھ کر پھونک دیا گیا۔ ان کے محلوں کو آگ لگا دی گئی۔ اور ان کے مکانوں کو خاک کے تودوں کی شکل میں تبدیل کر دیا گیا۔ غرض ایسا عبرتناک انجام بہت ہی کم کسی قوم کا ہوا ہوگا جیسا بنی امیہ کا ہوا ؛

(۲)

بنو امیہ کا آخری بدقسمت بادشاہ مروان بن محمد تھا۔ جو اگرچہ بہادر، جفاکش اور تجربہ کار تھا۔ مگر اکیلا چنا بھاڑ کو نہیں پھوڑ سکتا۔ جب قوم کی قوم تنزل کے عمیق غار کیطرف تیزی کیساتھ جا رہی ہو۔ تو بہت ہی مشکل ہے کہ ایک شخص کے روکنے سے رک جائے۔ یہی کیفیت مروان کی تھی۔ وہ گرتی ہوئی سلطنت کو سنبھالنا چاہتا تھا مگر اب اسکا پنپنا محال تھا۔ اور اسکا دوبارہ عروج حاصل کرنا ناممکن۔ عباسیوں اور ان کے مددگاروں اور بہی خواہوں کا ایک لشکر جرار اس پر چڑھ آیا۔ اس نے جم کر مقابلہ کیا۔ خوب داد شجاعت دی مگر تقدیر کے آگے کچھ پیش نہ گئی۔ ہر مقام پر اسکو شکستیں اور ہزیمتیں ہوتی رہیں جب بادشاہ کو یقین ہو گیا۔ کہ اب نہ سلطنت رہ سکتی ہے۔ اور نہ میری جان بچ سکتی ہے۔ تو اس نے اپنے پرائیویٹ سیکرٹری اور میر منشی عبد الحمید کو بلایا۔

(۳)

عبد الحمید بہت بڑا ادیب۔ زبردست انشاء پرداز اعلےٰ درجہ کا خطیب اور نہائت فصیح و بلیغ انسان تھا۔ عربی زبان ہمیشہ اس شخص پر ناز کریگی۔ انشاء اور کتابت میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ اور اسکی فصاحت و بلاغت ضرب المثل تھی۔ سارے ملک میں اسکے کمال کا شہرہ تھا۔ اور اس کے علم و فضل کی وجہ سے ہر شخص اسکی تعظیم کرتا تھا۔ عبد الحمید اپنے آقا کا بڑا وفادار تھا۔ اور اس سے بے حد محبت رکھتا تھا مروان کو بھی اس سے بڑی الفت تھی۔

مروان نے عبد الحمید سے کہا " عبد الحمید میں نے تمہیں اس وقت ایک خاص بات کہنے کے لئے بلایا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ میں اب بظاہر اس دنیا میں کوئی دم کا مہمان ہوں جو الفت اور محبت مجھے تم سے ہے اس سے تم بخوبی واقف ہو۔ میں نے تمہیں ہمیشہ اپنی جان سے زیادہ چاہا ہے۔ اب جبکہ موت میرے سر پر کھیل رہی ہے۔ میں تم سے ایک آخری التجا کرتا ہوں۔ اگر تم نے اسے مان لیا۔ تو میری روح آرام و سکون کے ساتھ اس جسم خاکی سے عالم بالا کو پرواز کریگی۔ اور میں اطمینان کے ساتھ مرونگا۔ وہ بات یہ ہے۔ کہ میرے بعد میرے مخلصوں اور میرے محبوں کو بھی عباسی چن چن کر قتل کرینگے۔ اور جہاں تک ان کا بس چلیگا وہاں تک قتل و غارت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گے۔ تم یہ کام کرو کہ بظاہر میرے مخالف اور دشمن ہو کر اور مجھ سے باغی بنکر علی الاعلان عباسیوں سے جا ملو۔ اگر تم ایسا کرو گے۔ تو وہ لوگ تمہیں سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ اور تمہاری بڑی قدر و منزلت کرینگے۔ کیونکہ تم ایسے باکمال اور فاضل شخص بھی چلے جاؤ گے لوگ تمہیں سر آنکھوں پر بٹھائینگے۔ اسطرح تمہاری جان بچ جائیگی اور مجھے قلبی راحت اس خیال سے ہوگی کہ تم محفوظ اور سلامت رہو گے۔ یہ مت خیال کرنا کہ اس فعل سے دل میں کچھ ناراض ہونگا یا تمہاری خود غرضی پر اسے محمول کرونگا نہیں بلکہ مجھے تو حقیقی مسرت اس بات سے ہوگی کہ تم نے میرا کہا مانا۔ ہاں اگر تم میرا کہا نہ کروگے۔ تو اس وقت درحقیقت مجھے رنج ہوگا۔ بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے۔

(۴)

عبد الحمید بت بنا ہوا اپنے آقا کی یہ درد انگیز تقریر سنتا رہا۔ اور جب [illegible] اپنی تقریر ختم [illegible] بڑی غمگین [illegible] کہا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آج سے اکاون سال پہلے کا ایک غیر مطبوعہ مکتوب

بنام

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم و مغفور

مکرم مہاشہ فضل حسین صاحب کارکن نظارت تالیف و تصنیف کے ذریعہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے غیر مطبوعہ مکتوبات بنام حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم ملے ہیں جو وقتاً فوقتاً انشاء اللہ شائع ہوتے رہیں گے۔ مہاشہ صاحب کو یہ مکتوب حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور کے فرزند خلیفہ صلاح الدین صاحب سے ملے ہیں۔ ہم دونوں دوستوں کے اس عنایت کے لئے مشکور ہیں۔ جن دیگر احباب کے پاس حضور علیہ السلام کے مکتوبات ہوں۔ وہ بھی مہربانی فرما کر برائے اشاعت نظارت تالیف و تصنیف کو ارسال فرمائیں ؛ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی

محبی عزیزی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ کل کی ڈاک میں آپ کے مبلغ پانچروپیہ مجھ کو پہنچے جزاکم اللہ خیراً۔ آپکو خدا تعالےٰ بہت جزائے خیر بخشے۔ آپ صدق اور وفا سے اپنے اس وعدہ کو جو اداءِ للہ کے لئے کیا تھا ادا کر رہے ہیں۔ اور یہ ایک ایسی عمدہ صفت ہے۔ جو اس گندے زمانہ میں لاکھوں کروڑوں آدمیوں میں سے کسی کسی فرد بشر میں پائی جاتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے واسطے بات اور وعدہ کا پاس جو سچے جوانمرد کی نشانی ہے بہت ہی کم لوگوں میں پایا جاتا ہے اور بیوی بچوں کی ہمدردیوں یا زینتوں میں ان کے مال خرچ ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں تک یکدفعہ اس بے وفا دنیا سے واپس بلائے جاتے ہیں۔ دین کی طرف جھکنا انہیں دلوں کا کام ہے۔ جنکو آخرت پر سچا ایمان ہوتا ہے میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں اور آپ میں رشد اور اصلاح کے آثار پاتا ہوں۔ اور ایک خاص تعلق آپ کا سمجھتا ہوں۔ اور ایک مرتبہ میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ اب میرے یہ چھوٹے تین لڑکے ہیں محمود — ہفت سالہ، بشیر — تین سالہ، شریف — پانچ ماہ۔ بہتر ہو کہ اگر خدا تعالےٰ چاہے قریب بلوغ ہو کر بشرطیکہ جانبین کی اولاد میں خدا تعالےٰ کے فضل سے خیر و عافیت رہے۔ آپ کی کسی لڑکی سے کوئی لڑکا منسوب ہو۔ یہ خیال صرف میرے اس نیک ظن سے پیدا ہوا تھا۔ جو مجھے آپ کی باطنی اخلاص اور محبت پر ہے۔ مگر پھر میں نے یہ خیال کیا کہ یہ سب امور آپ کے والد صاحب کے اختیار میں ہیں۔ اور ابھی ان کا ذکر بھی نامناسب ہے اگر کوئی ایسا موقعہ ہوا کہ آپ کی رائے ان بزرگوں کی مجلس میں سنی جائے۔ تب بشرط خیریت جانبین یہ تحریک ہو سکتی ہے۔ اس شرط سے کہ موقعہ بنا ہوا ہو کوئی تجویز نہ ہو گئی ہو۔ اس لئے اس خیال کو ابھی قابل ذکر نہ سمجھا گیا کہ خود بچے بہت کمسن ہیں۔ ابھی بلوغت تک زمانہ پڑا ہے۔ وہی ہوگا جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مقدر اور اسکی نظر میں پسندیدہ ہے۔

رسالہ ست بچن۔ آریہ دھرم۔ نور القرآن۔ منن الرحمٰن۔ تیار ہو رہے ہیں۔ بعض ان میں سے تین ہفتہ تک انشاء اللہ شائع ہو جائینگے۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد ۹ اگست ۱۸۹۵ء

"امیر المومنین! جو کچھ حضور نے ارشاد فرمایا۔ میں نے لفظ بلفظ سنا۔ عرض ہے کہ میں حضور کی اطاعت کسی خوف یا لالچ سے نہیں کرتا۔ بلکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ حضور کی محبت اور الفت میرے رگ و ریشے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اللہ تعالےٰ حضور کو سلامت اور صاحب حکومت رکھے۔ آپ کے دشمن زیر ہوں۔ اور آپ کے مخالفوں کو شکست نصیب ہو۔ جو تجویز حضور نے میرے سامنے پیش فرمائی ہے۔ افسوس ہے کہ یہ میرے لئے بالکل ناقابل عمل ہے۔ قطعاً ناممکن ہے۔ کہ میں حضور کے خلاف بغاوت کا اعلان کروں۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ دنیا میں مجھے نمک حرام کے نام سے پکارا جائے۔ اور تاریخوں کے پڑھنے والے مجھ پر ہمیشہ لعنت کرتے رہیں کہ مصیبت کے وقت اپنے آقا کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اب تو جو حضور کا حال وہی میرا حال۔ مجھے بھی اب زندہ رہنے کی زیادہ ہوس نہیں۔ اگر موت اسی بہانے لکھی ہے تو یہی سہی۔ مگر زندگی کو بدنامی کے بدلہ میں خریدنے کے لئے میں ہرگز تیار نہیں۔ خواہ رہے یا جائے۔ میں عزت کی موت کو ذلت کی زندگی پر ترجیح دیتا ہوں۔ اور ہر ایک شریف اور خود دار انسان ایسا ہی کرے گا۔ حضور کی رفاقت میں قتل ہو جانا میں اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ دشمن کے ساتھ مل کر زندگی کا عیش اڑاؤں نیک در گیر و محکم گیر میرا اصول ہے۔ اور انشاءاللہ مرتے دم تک رہے گا۔ عیش و آرام کا زمانہ تو میں نے حضور کے زیر سایہ گذارا۔ مگر جب مشکل کا وقت آیا۔ تو حضور کو اکیلا چھوڑ کر چل دوں۔ اس سے زیادہ کمینگی اور نمک حرامی اور کیا ہوگی۔ نہ مجھ سے یہ کام ہوگا۔ اور نہ میری غیرت اور حمیت اس بات کو گوارا کرتی ہے کہ میں ایسا کروں۔ میں قدرت کے فیصلہ پر راضی ہوں۔ اور حضور کے ساتھ رہنے میں خوش۔ نتیجہ خواہ کچھ ہی ہو۔

(۵)

نصیبہ پلٹ چکا تھا۔ بنو امیہ کی تقدیر گردش میں آچکی تھی۔ مروان نے لاکھ تدبیریں پھوٹی قسمت کو جوڑنے کی کیں۔ مگر ایک بھی کارگر نہ ہوئی۔ اور ہر ترکیب الٹی پڑی۔ ملک میں ہر طرف بنی امیہ کے خلاف نفرت اور بغاوت کا اظہار کیا جانے لگا۔ ابو مسلم خراسانی نقیب آل عباس نے جگہ جگہ پھر کر مروان کے خلاف ملک میں ایک آگ لگا دی اور ساری رعایا کو حکومت وقت کے خلاف بھڑکا کر آمادہ جنگ کر دیا۔ لوگوں نے اپنا نیا بادشاہ ابوالعباس عبداللہ کو مقرر کر کے کوفہ میں اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ جو خلافت عباسیہ کا پہلا بادشاہ تھا۔ نئے بادشاہ نے خلیفہ ہونے کے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا۔ کہ اپنے چچا عبداللہ بن علی کو ایک زبردست لشکر دیکر مروان کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ جب مروان کو اس کی خبر لگی۔ تو اس نے بھی اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ اور ایک لاکھ بیس ہزار سپاہی لے کر میدان جنگ میں کود پڑا۔ مقابلہ ہوا اور بڑے زور کا ہوا۔ مگر باوجود نہایت بہادری سے لڑنے کے مروان کو شکست ہوئی۔ اور فوج کا بیشتر حصہ مارا گیا۔ جو لوگ بھاگے ان میں سے ہزارہا آدمی گھبراہٹ میں دریا میں ڈوب مرے۔ بڑی بہادری اور جوانمردی کے ساتھ میدان جنگ میں وفادار عبدالحمید اپنے آقا مروان کی حفاظت کرتا رہا۔ اور جب جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ تو بڑی صفائی کے ساتھ مروان کو لشکر سے نکال کر لے گیا۔ یہ واقعہ نہر زاب کے کنارہ کا ہے۔

(۶)

یہاں سے صحیح سلامت نکل آنے کے بعد دونوں خادم و مخدوم موصل پہنچے۔ اور موصل سے حران۔ قنسرین۔ حمص۔ دمشق۔ اردن فلسطین میں پھرتے ہوئے مصر چلے گئے۔ کہیں بھی ان کو پناہ کی جگہ نہیں ملی۔ نئے خلیفہ ابوالعباس نے حکم دے دیا تھا۔ کہ جہاں یہ دونوں ملیں۔ فوراً پکڑ کر مار ڈالے جائیں۔ علاوہ ازیں ایک فوج کا دستہ ان کو ڈھونڈنے اور تلاش کرنے کے لئے روانہ کیا گیا۔ جہاں یہ جاتے وہ دستہ بھی ان کے تعاقب میں وہاں جاتا اور وہاں سے پھر مجبوراً ان کو بھاگنا پڑتا۔ بکرے کی ماں کب تک خیر مناتی۔ آخر مصر کے شہر "بوصیر" میں فوج نے ان بدقسمتوں کو جا پکڑا۔ اتفاق سے عبدالحمید تھوڑی دیر کے لئے اپنے آقا سے علیحدہ ہو کر کسی کام گیا ہوا تھا۔ کہ اس کے پیچھے فوج کو مروان کی جائے قیام کا پتہ لگ گیا۔ فوج نے فوراً موقع پر پہنچ کر گھیرا ڈال لیا۔ مروان اکیلا تھا۔ مگر جب اس نے دیکھا کہ موت سر پر آہی پہنچی۔ تو زندہ گرفتار ہونے کی بجائے اس نے لڑ کر مر جانے کو ترجیح دی۔ پس اس نے تلوار ہاتھ میں پکڑی اور مردانہ وار اپنے تعاقب کنندگان کا مقابلہ کرنے کے لئے پناہ گاہ سے باہر آگیا۔ مگر ایک اور ۲۰۰ کا مقابلہ کیا۔ لڑتا ہوا مارا گیا۔ اور اس طرح وہ شمع جو ۴۱ھ میں دمشق میں روشن ہوئی تھی۔ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲ھ کو مصر میں ہمیشہ کے لئے گل ہو گئی۔

(۷)

جب عبدالحمید کو اس سانحہ کی اطلاع ملی۔ اور ولی نعمت کے بے بس اور بے کس مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی۔ تو فرط غم سے بے اختیار اس کے آنسو نکل آئے۔ مگر چارہ کار کیا تھا۔ رو دھو کر چپ ہو رہا۔ لیکن اس کو باربار یہ خیال آکر ستا رہا تھا۔ کہ کاش! میں موقع پر موجود ہوتا۔ تو دشمنوں کے سارے وار اپنے اوپر سہتا۔ اور اس وقت تک حملہ آوروں کو مروان تک نہ پہنچنے دیتا۔ جب تک اپنے بازوؤں میں سکت اور ہاتھوں میں طاقت رہتی مگر اب یہ سارے خیالات بعد از وقت تھے۔ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا تھا۔

(۸)

مروان کے قتل ہو چکنے کے بعد عباسی فوج کے سردار نے عبدالحمید کی تلاش شروع کی۔ فوراً سپاہی سارے شہر میں پھیل گئے۔ اور گھر گھر عبدالحمید کو ڈھونڈا جانے لگا۔ تاکہ دونوں کے سر اکٹھے عباسی خلیفہ ابوالعباس کی خدمت میں بھیجے جائیں۔

عبدالحمید نہایت دل شکستہ ہو کر اپنے نہایت عزیز دوست ابن المقفع کے پاس چلا گیا تھا۔ جو اسی شہر میں رہتا تھا۔ اور اس سے اپنی داستان مصیبت بیان کر ہی رہا تھا۔ کہ سرکاری سپاہی آپہنچے۔ مگر سپاہی یہ شناخت نہ کر سکے۔ کہ ان میں سے عبدالحمید کونسا ہے؟

اب سپاہیوں میں سے ایک نے پوچھا۔ "تم دونوں میں سے عبدالحمید کس کا نام ہے؟" معاً نہایت تیزی کے ساتھ دونوں کے منہ سے نکلا "میرا نام عبدالحمید ہے" ابن المقفع نے (جو ابھی ابھی سارے حالات سے باخبر ہو چکا تھا) اس لئے جلدی سے اپنے آپ کو عبدالحمید ظاہر کیا۔ کہ اس طرح دوست کی جان بچ جائے۔ اور میں اس پر سے قربان ہو جاؤں۔ اور عبدالحمید نے جو فوراً اپنا نام لیا تو اسی غرض سے کہ کہیں میری بلا میرے دوست پر نہ پڑے۔ اور میرے دھوکہ میں یہ بے گناہ نہ مارا جائے۔

سپاہی یہ عجیب فقرہ دونوں کے منہ سے سنکر بڑے متعجب ہوئے۔ اور حیرت کے ساتھ کہنے لگے۔ "یا تو تم دونوں پاگل ہو۔ یا ہمیں بے وقوف بنانا چاہتے ہو"۔

عبدالحمید نے کہا۔ "نہیں نہ ہم پاگل ہیں نہ تمہیں بے وقوف بنانا چاہتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ میرے دوست نے میری جان بچانے کے لئے اپنے آپ کو عبدالحمید ظاہر کیا ہے۔ مگر حقیقت یہی ہے۔ کہ میں ہی عبدالحمید ہوں"۔

ابن المقفع جھٹ بیچ میں بول پڑا۔ اور کہنے لگا۔ "بالکل غلط اور جھوٹ ہے ہرگز یہ عبدالحمید نہیں ہے۔ عبدالحمید میرا نام ہے۔ مجھے پکڑ لو اور لے چلو جہاں چاہو"۔ سپاہیوں سے عبدالحمید نے کہا۔ "پاگل نہ بنو اور عبدالحمید کے دھوکے میں ابن المقفع کو نہ پکڑو۔ میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں ہی عبدالحمید ہوں۔ پس اس صداقت کے قبول کرنے میں ہرگز تامل نہ کرو۔ اور مجھے گرفتار کر لو"۔

سپاہی بڑے پریشان ہوئے۔ کہ کسے عبدالحمید سمجھیں۔ اور کسے ابن المقفع۔ آخر انہوں نے بہت سوچ سوچ کر اور باہم مشورہ کر کے عبدالحمید ہی کو پکڑ لیا۔ اور لے جا کر عباسی خلیفہ کے حضور میں پیش کر دیا۔ اور مروان کا سر بھی ایک طشت میں رکھ کر نذر کیا

(۹)

ابوالعباس کا چہرہ اپنے حریف کا سر اپنے سامنے دیکھ کر مارے خوشی کے چمکنے لگا۔ اس نے حکم دیا۔ "ایک نیزے پر رکھ کر سارے شہر میں اس سر کو پھرایا جائے۔ اور ایک سپاہی یہ کہتا ہوا سر کے آگے آگے چلے کہ "دیکھو ظالموں اور متکبروں کی اولادوں کا انجام اور عبرت پکڑو اس سے"۔

لیکن آہ! ابوالعباس اس وقت بھول گیا کہ خود اس نے بے گناہوں اور بے کسوں پر کتنے ظلم کئے ہیں۔ اور کس قدر آدمیوں کو ناحق موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ جس کے باعث اس کا لقب ہی "سفاح" پڑ گیا۔ اور آج تک اسی نام سے مشہور ہے۔

(۱۰)

مروان کے سر کی تشہیر کا حکم دینے کے بعد ابوالعباس۔ عبدالحمید کی طرف متوجہ ہوا جو اس کے حضور میں بندھا کھڑا تھا۔ ابوالعباس نے حقارت سے عبدالحمید کی طرف دیکھا اور نفرت کے ساتھ کہا۔ ”عبدالحمید میں جانتا ہوں کہ تو ایک زبردست انشاء پرداز اور بڑا قادرالکلام خطیب ہے مگر افسوس تو اپنی فصاحت و بلاغت سے لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی۔ اگرچہ ہمیں اس سے کوئی نقصان نہ پہنچا۔ مگر اپنے اس فعل سے تو نے اپنے آپ اپنی موت و ہلاکت کو دعوت دی۔ لہذا اب جو کچھ تیری قسمت کا فیصلہ کیا جائے اسے خوشی کے ساتھ برداشت کر۔“

(۱۱)

ابوالعباس کی یہ خشمناک تقریر سن کر عبدالحمید نے بڑے وقار کے ساتھ جواب دیا ”خاندان عباسیہ کے پہلے تاجدار! جو کچھ آپ نے فرمایا میں نے بغور سنا۔ اب میں ادب کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اپنے ولی نعمت اور اپنے محسن سے بغاوت۔ سرکشی اور غداری اتنا بڑا گناہ ہے جو عاقبت میں کبھی بخشا نہیں جائے گا۔ میں اپنے آقا سے روگردانی کر کے نمک حرامی کا سیاہ داغ اپنے ماتھے پر لگانا نہیں چاہتا تھا۔ جان کا کیا ہے آج نہ گئی کل گئی۔ مگر غداری کر کے اپنی زندگی کو گناہ آلودہ کرنا میرے خیال میں بدترین قسم کی کمینگی ہے ایسا آدمی مخلوق کی نظر میں بھی ذلیل ہوتا ہے اور خدا کی نظر میں بھی گنہگار۔ پس میری فطرت کس طرح اس بات کو گوارا کر سکتی تھی کہ محسن کشی۔ غداری اور بغاوت کا مرتکب ہو کر ابدی لعنت کا مستحق ہوتا میں بڑی خوشی کے ساتھ اس سزا کو برداشت کروں گا جو اپنے مرحوم آقا کی وفاداری اور اطاعت اور ہمدردی کے جرم میں مجھے دی جائے۔ بے شک میرے متعلق جو حکم آپ چاہیں دیں۔ اور آپ انشاء اللہ مجھے شاکر اور صابر پائیں گے۔ مجھے افسوس تو اس بات کا ہے کہ میں اپنی بدقسمتی سے اس وقت باہر تھا۔ جب میرے مرحوم آقا پر آپ کے سپاہیوں نے حملہ کیا اگر میں ہوتا تو پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کرتا۔ اور جب تک میری لاش تڑپتی ہوئی نظر نہ آتی۔ کوئی سپاہی میرے آقا تک نہ پہنچ سکتا۔“

ابوالعباس نے نہایت سخت اور درشت لہجہ میں عبدالحمید کی اس گفتگو کا جواب دیا۔ اور اس نے کہا ”اچھا تو تجھے اس بات کا افسوس ہے کہ اپنے بدقسمت آقا کے آخری وقت میں تو اس کے پاس نہ تھا۔ لے تیار ہو جا۔ ہم ابھی تجھے تیرے آقا کے پاس پہنچائے دیتے ہیں۔“

(۱۲)

یہ کہا اور عبدالجبار کوتوال شہر کی طرف دیکھا۔ وہ فوراً آگے آیا اور بڑے ہی ادب سے کہنے لگا۔ ”حکم حضور!“

ابوالعباس:۔ ”دیکھو اس شخص کو اپنے آقا مروان کے پاس بہت جلدی پہنچا دو۔ مگر ایسے طریقہ سے جو تمام دشمنان آل عباس کے لئے عبرت اور نصیحت کا موجب ہو۔ ایسی عقوبت کے ساتھ اس کی جان لینا کہ درختوں پر رہنے والے پرندے بھی رو پڑیں لے جاؤ اس کو اور حکم کی تعمیل کرو۔“

(۱۳)

عبدالجبار نہایت شقی القلب بے رحم اور ناخدا ترس انسان تھے۔ وہ عبدالحمید کو لے گیا۔ اور سارے شہر میں اعلان کرا دیا کہ کل شہر کے باہر میدان میں عبدالحمید کو مروان مردود کا ساتھ دینے کے جرم میں سزا دی جائے گی سب چھوٹے بڑے دیکھنے آئیں۔

دوسرے دن ہزاروں ہزار آدمی میدان میں پہنچ گئے۔ عبدالحمید رسیوں سے جکڑا ہوا ہجوم کا پیاسا وہاں پہلے ہی سے پڑا تھا۔ اب عبدالجبار کے حکم سے عبدالحمید کے قد کا ایک گڑھا زمین میں کھودا گیا۔ مگر اتنا تنگ کہ اس میں عبدالحمید کے لئے بیٹھنا یا ادھر ادھر پھرنا بالکل ناممکن ہو بلکہ وہ اس میں پھنسا ہوا کھڑا رہے۔ نہ جھک سکے نہ مڑ سکے۔

جب گڑھا کھد کر تیار ہو گیا تو دو آدمیوں نے عبدالحمید کو پکڑ کر اس گڑھے میں اتار دیا۔ گڑھا ایسا تھا کہ ذرا سا سر عبدالحمید کا باہر نکلا رہا۔ اور دونوں ہاتھ رانوں سے ایسے چسپاں ہو گئے کہ گڑھے کے تنگ ہونے کی وجہ سے ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ لوگ حیرت کے ساتھ دیکھ رہے تھے کہ اب کیا ہونے والا ہے۔

اتنے میں عبدالجبار نے کہا۔ ”ایک طشت میں خوب آگ بھر کر لاؤ“ حکم کی تعمیل ہوئی اور آگ سے بھرا ہوا طشت بدقسمت عبدالحمید کے سر پر رکھ دیا گیا۔

کیا ناظرین میں سے کوئی بھی اس درد تکلیف اور کرب کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ جو آگ کے طشت کو عبدالحمید کے سر پر رکھنے سے اس کو پہنچی ہو گی۔ سر کے بال آگ کی تپش سے جل گئے۔ سر کی چربی پگھل کر چہرہ پر بہنے لگی۔ اور دماغ ہنڈیا کی طرح پکنے لگا۔ مگر صد ہزار آفرین ہے وفادار عبدالحمید پر کہ اس نے اتنی شدید ترین عقوبت پر اُف تک بھی نہ کی اور نہایت ہی خاموشی اور وقار کے ساتھ سزا کو برداشت کیا۔

اس اثناء میں ذرا آگ بجھنے لگی تو فوراً تازہ انگاروں سے طشت کو دوبارہ بھر دیا گیا۔ اور اب اس میں پہلی سی حدت تیزی اور شدت پھر پیدا ہو گئی۔ تماشائیوں میں سے بعض اس دردناک سین کو نہ دیکھ سکے اور غش کھا کر گر پڑے۔ مگر عبدالحمید کے استقلال میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ نہ اس نے آہ نکالی اور نہ واویلا کی۔

تھوڑی دیر میں اس کا سارا سر جل کر بہہ گیا۔ اور کھال کے جلنے سے ساری فضا میں بدبو پھیل گئی۔

اب عبدالحمید دوسری دنیا میں تھا اور رحمت اور شفقت کے فرشتے اس وفاداری کے مجسمہ پر عقیدت کے پھول برسا رہے تھے

یہ ایک نظارہ تھا جو ناظرین نے دیکھا۔ اس کے بالمقابل

رمضان کی حکمت

اللہ تعالے جو اپنی مخلوق پر نہایت درجہ مہربان اور غایت درجہ صاحب لطف و احسان ہے۔ اس نے جسقدر احکام قرآن شریف میں بجا آوری کے لئے فرمائے ہیں اور جسقدر ممنوعات سے پرہیز کا ارشاد فرمایا ہے وہ نہایت ہی پرحکمت اور عظیم الشان مصالحہ پر مبنی ہیں اور بنام کے تمام انسان کے لئے مجید راحت بخش اور نفع رساں ہیں۔ ان کی اطاعت اور فرمانبرداری فی الحقیقت دینی اور دنیاوی ترقی کے لئے سامان بہم پہنچاتی ہے۔ اور ان سے روگردانی اور سرکشی قعر ذلت میں ڈالتی ہے۔ اور عذاب الیم میں گرفتار کرتی ہے۔ مگر علمائے سلف نے ان احکام کے حکیمانہ شان پر بہت کم لکھا ہے۔ اور ان کی پیروی میں جو فوائد کثیرہ اور منافع عظیمہ مخفی ہیں انکو پورے طور ظاہر نہیں کیا گیا آجکل مغربی تقلید اور دینی معلومات کی کمی کے باعث نہایت نادانی اور ناواقفی سے بعض پرحکمت احکام قرآن پر نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں۔ اور مضحکہ اڑایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ کے مقتدی امام حامی اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی شاندار تقاریر اور روح پرور تحریرات میں اسلامی احکام کی غرض و غایت اور ان کی پیروی میں جو منافع ہیں ان کو بالتفصیل ظاہر فرمایا ہے۔ تاکہ ہر اہل مذہب پر اور عوام پر قرآن شریف کی عظمت و شان بمقابل دیگر کتب سماوی ظاہر ہو نیز ان پرحکمت احکام کی بجا آوری میں جو منافع کثیرہ مخفی ہیں ان پر لوگوں کو اطلاع ہو۔ اور بعض ممنوعات کے مضرات کو نہایت زبردست دلائل کے ساتھ تسلی بخش طریق سے بیان فرمایا ہے۔ تاکہ جو لوگ عملاً کمزور ہیں وہ احکام کی حقیقت کو اور منافع کو سمجھ کر ان کی پیروی کریں۔ اور جو لوگ رسم و رواج کے طور پر عمل کر رہے ہیں۔ وہ حقیقت شناس ہو کر صحیح طور پر صراط مستقیم پر گامزن ہوں اور ان کی سنجیت و سستی دور ہو۔ اور اس کی جگہ ذوق شوق اور لذت و سرور پیدا ہو اور ہر عمل کو ایک مفید اور مجرب نسخہ ترقی روحانی و جسمانی کا سمجھ کر استعمال کریں۔

منجملہ ان احکامات الٰہی کے ایک رمضان شریف کے روزے بھی ہیں جن پر نادان دشمن اعتراض کرتا ہے کہ دن بھر بھوکا اور پیاسا رہنے سے کیا ملتا ہے یہ ایک لغو فعل ہے۔ حالانکہ تمام آسمانی مذاہب میں اس کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لفظ رمضان کی وجہ تسمیہ علمی رنگ میں بیان فرماتے ہوئے روزہ کے فوائد کی طرف مختصراً اور جامع اشارہ فرمایا ہے۔

فرمایا:۔ ”رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کیلئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ اس لئے روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔

اہل لغت جب کہتے ہیں۔ کہ گرمی کے مہینہ میں آیا۔ اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمضان اس حرارت کو بھی کہتے ہیں۔ جس سے پتھر وغیرہ گرم کرتے ہیں۔ رمضان دعا کا مہینہ ہے شهر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے بھی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیہ نفس کرتی ہے۔ اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے۔ کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جس سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔

انزل فیہ القرآن میں بھی اشارہ ہے۔ بیشک روزہ کا اجر عظیم ہے۔ مگر امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتے ہیں۔ روزہ کے بارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان تصوموا خیر لکم یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو۔ تو اس میں تمہارے لئے بڑی خیر ہے"

اس پاکیزہ اور شیریں بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا روزہ ایک تریاق ہے جو سموم نفسانیہ کے دور کرنے کے لئے ایک اعلیٰ علاج ہے۔ نیز انسان کے اندر جو ایک بہیمی قوت کی قومی طاقت ہے۔ وہ رمضان کی قوت ملکی سے مغلوب ہو کر اس کے تابع ہو جاوے اور قوت ملکی کے بڑھ جانے سے وہ تاثیرات ظاہر ہوں جس کے لئے روزہ فرض کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ دوسری قسط میں اُن تاثیرات کو بیان کیا جاوے گا جو بفضل الٰہی روزہ دار کو عطا ہوتی ہیں

گل محمد سیکرٹری تعلیم و تربیت محلہ دار العلوم قادیان

وصیتیں

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کر دے (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

۹۵۷۵ منکہ چوہدری عبد الحمید ولد چوہدری فضل دین صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۹ سال بیعت ۱۹۲۳ء ساکن کریال ضلع امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ / ۶ / ۴۶ بر حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری ذاتی قبضہ میں کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرے والد صاحب زندہ ہیں مجھے بالائی طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ کچھ جائداد انہوں نے میرے نام اپنے روپیہ سے خریدی ہوئی ہے مگر یہ جائداد بھی ان کے قبضہ میں ہے۔ اور وہی اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور ایسی جائداد کی تفصیل کا بھی مجھے علم نہیں ہے۔ بہر حال میری وفات کے بعد جو بھی میری جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) میرا گذارہ اس وقت ماہوار تنخواہ پر ہے۔ جو ۵۷۰/- روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور جب تک زندہ رہوں گا۔ انشاء اللہ یہ حصہ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ (۳) علاوہ تنخواہ مندرجہ ضمن ۲ مجھے آج کل مبلغ یکصد چوبیس روپے عارضی الاؤنس موجودہ گرانی کے پیش نظر ماہوار ملتا ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی جب تک یہ الاؤنس ملتا رہے گا۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ آئندہ آمدن میں جو تبدیلی ہوگی اس پر بھی یہ وصیت ۱/۱۰ حصہ والی حاوی ہوگی العبد: عبد الحمید ایگزیکٹو انجینئر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی بہاولپور روڈ لاہور گواہ شد: اسد اللہ خان بیرسٹر ایٹ لاء لاہور۔ گواہ شد: محمد انور حسین وکیل ہال بازار امرتسر۔

۹۵۷۹ منکہ وزیر بیگم زوجہ قاضی محمد حنیف صاحب مرحوم ڈپٹی کلکٹر انبالہ قوم راجپوت عمر ۵۰ سال بیعت اگست ۱۹۲۸ء ساکن امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ / ۶ / ۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس اس وقت دس تولہ سونا زیور کی شکل میں ہے اور حصہ از مکان ۲۰۰۰/- روپیہ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور بوقت وفات اس کے علاوہ اگر کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں الامتہ: وزیر بیگم موصیہ گواہ شد: ڈاکٹر محمد منیر امیر جماعت احمدیہ امرتسر۔ گواہ شد: محمود رفعت ولد قاضی محمد حنیف صاحب مرحوم پسر موصیہ

۹۴۹۷ منکہ چوہدری ننھے خان ولد صاحب داد صاحب قوم جٹ پیشہ زراعت عمر ۶۴ سال بیعت ۱۹۱۶ء ساکن غازیکوٹ ڈاکخانہ گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ / ۴ / ۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد غیر منقولہ ۱۶۰ گھماؤں اراضی جدی ہے۔ جس میں سے ۱/۳ حصہ قریباً بنجر قدیم و بنجر جدید بھی ہے۔ جس کی بازاری قیمت تیس ہزار روپیہ ہے اس میں سے ۱۰ گھماؤں زمین اپنی بیوی کے نام ہبہ کر چکا ہوں۔ جو کاغذات سرکاری میں درج ہے۔ مذکورہ بالا قیمت کے لحاظ سے ۱/۱۰ حصہ مبلغ ۳۰۰۰/- کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور ادائیگی بعد وصیت ششماہی یا سالانہ ادا کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے علاوہ اور کوئی جائداد پیدا کروں گا۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میرے مرنے پر میری جو جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے مرنے پر اگر کوئی قرض ہو۔ تو وہ اس جائداد سے منہا کیا جائیگا۔ العبد: ننھے خان موصی غازیکوٹ گواہ شد: محمد اسلم پسر موصی گواہ شد: غلام رسول دیہاتی مبلغ۔

۹۵۲۲ منکہ حسن محمد ولد میاں غریب الدین قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ / ۶ / ۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت ۴۳/- روپے ماہوار ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ نیز جو جائداد میری وفات کے وقت ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد: حسن محمد گواہ شد: شاہ جہان دار الرحمت قادیان۔ گواہ شد: مرزا نذیر علی قادیان

۹۴۶۷ منکہ عمر دین ولد محمد خان قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال بیعت ۱۹۳۶ء ساکن مہراج ڈاکخانہ خاص ضلع فیروزپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ / ۶ / ۴۶ بر حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا والد زندہ ہے۔ میری کوئی جائداد نہیں۔ صرف تنخواہ ۳۳/۱/۱ روپے ماہوار پر گذارہ ہے۔ میں اپنی تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آئندہ جو جائداد پیدا کروں گا۔ اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ میرے مرنے پر جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ العبد: عمر دین موصی گواہ شد: محمد ابراہیم موصی ۹۲۹۸ بستی اسلام آباد۔ موگہ۔ گواہ شد: محمد طفیل موگہ۔ گواہ شد: محمد یعقوب موگہ۔

۹۵۰۳ منکہ نصیر الحق ولد شاہ دین صاحب قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۴۹ سال بیعت جنوری ۱۹۰۳ء ساکن ۴۳ دریا گنج روڈ نئی دہلی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ / ۶ / ۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار تنخواہ پر ہے۔ جو تقریباً ایک ہزار روپیہ ہے میں اس وقت گورنمنٹ آف انڈیا دار ڈیپارٹمنٹ میں آفیسر سپروائیزر ہوں میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد جو میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: نصیر الحق موصی۔ گواہ شد: مرزا داؤد احمد۔ گواہ شد: مرزا منیر احمد ۴۲ دریا گنج دہلی

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق منیجر الفضل کو مخاطب کیا جاوے (ایڈیٹر)

تحریک جدید کے دفتر دوم میں احباب کو شریک کرنے کیلئے جدوجہد

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۹ جولائی کو تحریک جدید کے دفتر دوم کے جہاد میں شمولیت کیلئے جو خطبہ پڑھا۔ نیز حضور کے ۳۱ مئی و ۴ جون کی خطبات اور ۳۰ جون کے ملفوظات سے متأثر ہو کر قریشی افضال احمد صاحب نے ارادہ کیا کہ وہ قادیان کے ان احباب کو جو دفتر اول میں شریک نہیں ہو سکے دفتر دوم میں شامل کرنے کی پوری کوشش کرینگے۔ تا ہر وہ احمدی جو اب تک تحریک جدید میں شامل نہیں ہوا وہ دفتر دوم میں کم سے کم اپنی ایک مہینہ کی آمد کا نصف حصہ دیکر شامل ہو جاوے اگر اسمیں نصف سے زیادہ دینے کی توفیق ہو تو جسقدر زیادہ دیکر شامل ہو جاوے۔ قریشی صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے چنانچہ انہوں نے اس غرض کیلئے محلہ دارالرحمت میں ۲ جولائی کو ایک جلسہ کیا جسمیں محلہ کے اکثر احباب شامل تھے حضور کے ارشادات دفتر دوم کے متعلق احباب کو سنائے گئے اور وعدوں کی فہرست انشاء اللہ عنقریب آئیگی۔ قریشی صاحب کی یہ کوشش ہے کہ قادیان کے ہر محلہ میں یہ جلسہ کیا جاوے تا وہ احباب جو شامل نہیں شامل ہو جاویں پریذیڈنٹوں عہدہ داروں اور دوسرے تمام احباب کو ان کے ساتھ تعاون کرنا ضروری ہے۔ ۲۳ جولائی کو یہ جلسہ محلہ دارالبرکات میں ہو رہا ہے۔ تمام جماعتوں کو چاہئیے کہ وہ اپنے ان دوستوں کو جو اب تک تحریک جدید میں شامل نہیں ہوئے

کیسا افسوسناک انجام ہوا!

بغیر ٹکٹ سفر کرتے ہوئے گر کر مر گیا۔ اکلوتے بیٹے کی موت پر ماں باپ ماتم کر رہے ہیں۔

جاری کردہ - نارتھ ویسٹرن ریلوے

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (منیجر)

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لاہور ۱۲ جولائی - پنجاب گورنمنٹ نے پارلیمنٹری سیکرٹریوں اور پرائیویٹ پارلیمنٹری سیکرٹریوں کا اعلان کر دیا ہے ۔ مندرجہ ذیل چودہ تقرریاں ہو چکی ہیں ۔ باقی تقرریوں کا اعلان پھر کیا جائے گا ۔ پارلیمنٹری

سیکرٹری میاں محمد رفیق ۔ مسٹر باغ علی سردار سورن سنگھ ۔ سردار گورچن سنگھ اور سردار سندر سنگھ ۔ پرائیویٹ پارلیمنٹری سیکرٹری ۔ راؤ صاحب ۔ موہن سنگھ مسٹر گیسن ۔ سردار اُتم سنگھ ۔ سردار شو سرن سنگھ ۔ چوہدری سنت رام ۔ مسٹر فضل الٰہی ۔ چودھری مہر چند ۔ چوہدری ماتو رام اور چوہدری ہر بھیج رام ۔

لنڈن ۲۱ جولائی ۔ ڈیلی میل کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ برطانوی پارلیمنٹ کا اجلاس ملتوی ہونے سے پیشتر وزیر نو آبادیات فلسطین کے متعلق نئی پالیسی کا اعلان کریگا یقیناً اس پالیسی کا مقصد یہ ہوگا کہ فلسطین میں مزید یہودیوں کے داخلہ کی اجازت دی جائے ۔ سرکاری حلقوں کا خیال ہے کہ اگر برطانوی گورنمنٹ نے اس قسم کی پالیسی اختیار کی تو فلسطین ۔ لبنان ۔ شام اور مصر کے عرب فوراً بغاوت کا علم بلند کر دیں گے ۔

کلکتہ ۲۱ جولائی ۔ بیرک پور میں ایک مجسٹریٹ کی عدالت میں فرقہ وارانہ فساد کے ایک مقدمہ کی سماعت ہو رہی تھی ۔ کہ ایک ملزم کو عدالت کے کمرہ میں ہی چھرا گھونپ کر ہلاک کر دیا گیا ۔

میدرد ۲۱ جولائی ۔ ۵۷ ہسپانیہ کمیونسٹوں کے خلاف ایک خلاف قانون انقلابی جماعت بنانے کے الزام میں جو مقدمہ چل رہا تھا

اس میں دو اشخاص کو پھانسی اور تین کو تیس تیس سال قید سخت سزا دی گئی ۔

دہلی ۲۲ جولائی ۔ آج تیسرے پہر صدر کانگرس پنڈت جواہر لال نہرو وائسرائے ہند سے ملے ۔ اور ایک گھنٹہ تک گفتگو کرتے رہے ۔ آپ بدھ کو کشمیر روانہ ہو جائیں گے ۔ مسٹر آصف علی ۔ شیخ عبد اللہ صاحب کی صفائی پیش کرنے کے لئے آج بذریعہ ہوائی جہاز سرینگر روانہ ہو گئے ۔

بڑودہ ۲۲ جولائی ۔ ریاست بڑودہ کے وزیر اعظم نے آج ایک بیان میں بتایا کہ اگر ریاست کو آئین ساز اسمبلی میں حق نمائندگی نصیب ہوا ۔ تو پبلک کو بھی اس میں شریک کیا جائیگا ۔

پونہ ۲۲ جولائی ۔ پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف ڈیپارٹمنٹ کے ڈائرکٹر جنرل نے آج بمبئی وزیر اعظم سے ملاقات کی ۔ جس میں نامہ بر دن اور ماتحت عملہ کی ہڑتال کے متعلق دیر تک تبادلہ خیالات کرتے رہے ۔ آپ نے بتایا ۔ کہ کس طرح حکومت اور عملہ ڈاک میں مصالحت ہو سکتی ہے ۔ آج آپ نے ایک تقریر میں پرزور تائید

سے اپیل کی ۔ کہ اب وہ کام پر آ جائیں ۔

کیونکہ گورنمنٹ نے ثالث کے فیصلہ کو منظور کر لیا ہے ۔ اور پانچ مطالبات میں سے چار مطالبات تسلیم کر لئے ہیں ۔ پانچویں مطالبہ سے یعنی رجوان ملازموں کو جو ایک سال سے زائد عرصہ سے کسی ہائر گریڈ میں کام کر رہے ہیں ۔ بغیر کسی امتحان کے مستقل کر دینے کے متعلق ہے حکومت نے ہمدردی کا اظہار کیا ہے ۔ لہٰذا کوئی وجہ نہیں ہے ۔ کہ ہڑتال برقرار رکھی جائے ۔

بمبئی ۲۲ جولائی ۔ بمبئی کے تار گھر اور ٹیلیفون ایکسچینج کے ایک ہزار ملازمین نے کل آدھی رات سے ہڑتال شروع کر دی ہے کلکتہ میں بھی کل آدھی رات سے ہڑتال شروع ہو گئی ہے ۔ اور یو ۔ پی کے اکثر شہروں مثلاً آگرہ اور جھانسی وغیرہ میں بھی اس کے اثرات محسوس کئے جا رہے ہیں ۔

رنگون ۲۲ جولائی ۔ حکومت ہند کے نمائندے مسٹر جیتوڑ ملایا سے جاوا چلے گئے ہیں ۔

سرینگر ۲۲ جولائی ۔ حکومت کشمیر نے پنڈت جواہر لال نہرو کے داخلہ پر سے امتناعی احکامات اٹھا لئے ہیں ۔

لاہور ۲۱ جولائی ۔ پنجاب یونیورسٹی کے بی ۔ اے ۔ اور بی ۔ ایس سی امتحانات کا نتیجہ شائع ہو گیا ہے ۔ نتیجہ صرف ۳۵ فیصدی رہا ۔ گورنمنٹ کالج لاہور کے مسٹر برجموہن لعل ایم بنسلے کر پنجاب بھر میں اول رہے ۔ اس قدر خراب نتیجہ کبھی نہیں نکلا ۔

نیویارک ۲۱ جولائی ۔ امریکہ کے وزیر جنگ نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ امریکہ ایٹم بم بردار راکٹ تیار کرنے کی کوشش

جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس کے اعزاز میں الوداعی پارٹی کا ذکر

انگلستان کے مشہور و معروف اخبار ٹائمز میں

لنڈن ۲۲ جولائی ۔ مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد احمدیہ لنڈن نے انگلستان کے مشہور و معروف اخبار ٹائمز (۲۰ جولائی) میں شائع شدہ حسب ذیل خبر بذریعہ تار ارسال کی ہے ۔ " جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب جج فیڈرل کورٹ آف انڈیا نے کل پٹنی لنڈن کی مسجد احمدیہ کے اس اجتماع کی صدارت فرمائی جس میں جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس امام جماعت احمدیہ لنڈن کی ہندوستان کو واپسی پر دس سالہ خدمات کا اعتراف کیا گیا ۔

جناب چوہدری محمد عبد اللہ خانصاحب ۱۶ جولائی کو ہسپتال سے آ گئے ہیں ۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرماتے رہیں

تارک افیون

ملک وچانڈو افیون کی تباہ کاریاں ظاہر ہیں لوگ اس کو کچی استعمال کر کے اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں مٹا رہے ہیں ۔ اور اپنی زندگی کی امنگوں کو یاس و حسرت سے بدل لیتے ہیں ۔ غرضیکہ افیون کا استعمال ہر صورت میں برا ہے ۔ اور افیون کھا کر اپنے روپے کو برباد کرتے ہیں ۔ اس دوا کے استعمال سے افیم ملک چانڈو ہمیشہ کیلئے چھوٹ جائے گی ۔ یہ نہایت مجرب دوا ہے اس دوا سے نہ آنسو بہتے ہیں ۔ نہ ناک بہتی ہے ۔ نہ جماہی آتی ہے نہ پیٹ میں مروڑ ہوتا ہے ۔ نہ ہاتھ پیروں میں درد ہوتا ہے ۔ پانچ روز میں چھوٹ جاتی ہے ۔ قیمت پانچ روپے صرف

پتہ :۔ مولوی حکیم ثابت علی (دینجر بان) محمود نگر لکھنؤ

جناب نعمت اللہ صاحب گوہر بی ۔ اے مصنف تحفہ ہندو یورپ کا مکتوب

میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا ۔ آپؓ ضعف دل کیلئے صندلین کثرت سے لوگوں کو دیا کرتے تھے ۔ بعض مریضوں کو جنہیں قبض ہوتا سوڈا بائیکارب ملا کر دیا کرتے تھے حضورؓ کے سب شاگرد اس نسخہ کو جانتے اور برتتے ہیں ۔ نیز قرص مرکب افسنتین ، تریاق اٹھرا اکسیر دماغ ۔ مفرح قلب اور سرمہ مبارک وغیرہ یہ سب دوائیں حضورؓ کے زمانہ میں تیار ہوتی تھیں ۔ مولوی قطب الدین صاحب بھی اپنے مریضوں پر صندلین استعمال کرتے ہیں ۔ مجھ کو بھی بعض شکایات کے لئے ان میں سے بعض دوائیں خود آپؓ نے اور آپؓ کے شاگردوں نے استعمال کیلئے دیں ۔ نہایت مفید ثابت ہوئیں ۔ مجھے دواخانہ نور الدینؓ قادیان میں یہ ادویہ خوبصورت شکل میں بنی ہوئی دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے روحانی و جسمانی فیض کو تا ابد جاری رکھے آمین

نعمت اللہ گوہر بی ۔ اے ۔